

سیرت رسولؐ کے چند پہلو

قرآن کی روشنی میں

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

اس کتاب [قرآن حکیم] کا لانے والا ذاتی طور پر کس قسم کے اخلاق کا انسان تھا؟ اس سوال کے جواب میں قرآن مجید نے دوسری رائج اوقات کتابوں کی طرح اپنے لانے والے کی تعریف کے بل نہیں باندھے ہیں نہ آپ کی تعریف کو ایک مستقل موضوع گفتگو بنایا ہے۔ البتہ آمدِ سخن میں محض اشارتاً آنحضرتؐ کی اخلاقی خصوصیات ظاہر کی ہیں جن سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اُس وجودِ مسعود میں کمالِ انسانیت کے بہترین خصائص موجود تھے۔

۱- اعلیٰ اخلاق: وہ بتاتا ہے کہ اس کا لانے والا اخلاق کے نہایت بلند مقام پر تھا:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (القلم ۸: ۴)

اور اے محمدؐ! یقیناً تم اخلاق کے بڑے درجے پر ہو۔

۲- عزمِ راسخ: وہ بتاتا ہے کہ اس کا لانے والا ایک ایسا راسخ العزم مستقیم الارادہ

اور اللہ پر ہر حال میں بھروسہ رکھنے والا انسان تھا کہ جس وقت اس کی ساری قوم اُسے منادینے پر آمادہ ہوگئی تھی اور وہ صرف ایک مددگار کے ساتھ ایک غار میں پناہ لینے پر مجبور ہوا تھا اُس سخت مصیبت کے وقت بھی اُس نے ہمت نہ ہاری اور اپنے عزم پر قائم رہا۔

إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا - (التوبة ۹: ۴۰)

یاد کرو وہ (صاحبِ غار) کہ جب وہ غار میں تھا تو اس نے اپنے صاحبِ غار سے کہا: افسوس! یہ لوگ تم کو باہر نکال رہے ہیں۔ مگر نہ ہمت نہ ہاری اور اپنے عزم پر قائم رہا۔

کے ساتھ تھا جب کہ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔
۳- فراخ حوصلہ: وہ بتاتا ہے کہ اس کا لانے والا ایک نہایت فراخ حوصلہ اور فیاض انسان تھا جس نے اپنے بدترین دشمنوں کے لیے بھی بخشش کی دعا کی اور آخر اللہ تعالیٰ کو اسے اپنا یہ قطعی فیصلہ سنا دینا پڑا کہ وہ ان لوگوں کو نہیں بخشے گا:

اسْتَغْفِرُ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ - (التوبہ ۸۰:۹)

چاہے تم ان کے لیے معافی مانگو چاہے نہ مانگو اگر تم ستر بار بھی ان کے لیے معافی مانگو گئے تب بھی اللہ ان کو معاف نہ کرے گا۔

۴- نرم خو: وہ بتاتا ہے کہ اس کے لانے والے کا مزاج نہایت نرم تھا۔ وہ کبھی کسی کے ساتھ درشتی سے پیش نہیں آتا تھا اور اسی لیے دنیا اس کی گرویدہ ہو گئی تھی:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ - (آل عمران ۱۵۹:۳)

یہ اللہ کی رحمت ہے کہ تم ان کے ساتھ نرم ہو ورنہ اگر تم زبان کے تیز اور دل کے سخت ہوتے تو یہ سب تمہارے گرد و پیش سے بچھٹ کر الگ ہو جاتے۔

۵- دعوت کی تڑپ: وہ بتاتا ہے کہ اس کا لانے والا بندگانِ خدا کو راہِ راست پر لانے کی تپتی تڑپ دل میں رکھتا تھا اور ان کے گمراہی پر اصرار کرنے سے اس کی روح کو صدمہ پہنچتا تھا حتیٰ کہ وہ ان کے غم میں گھلا جاتا تھا:

فَلَعَلَّكَ بَاجِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آفَارِهِمْ إِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا - (الکہف ۶:۱۸)

اے محمد! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم ان کے پیچھے رنج و غم میں اپنی جان کھودو گے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائے۔

۶- بھلائی کا حریص: وہ بتاتا ہے کہ اس کے لانے والے کو اپنی امت سے بے حد محبت تھی وہ ان کی بھلائی کا حریص تھا ان کے نقصان میں پڑنے سے گڑھتا تھا اور ان کے حق

میں سراپا شفقت و رحمت تھا:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (التوبہ ۹: ۱۲۸)

تمہارے پاس خود تم ہی میں سے ایک ایسا رسول آیا ہے جسے ہر وہ چیز شاق گزرتی ہے جو تمہیں نقصان پہنچانے والی ہو، جو تمہاری فلاح کا حریص ہے اور اہل ایمان کے ساتھ نہایت شفیق و رحیم ہے۔

۷۔ رحمتِ عالم: وہ بتاتا ہے کہ اس کا لانے والا صرف اپنی قوم ہی کے لیے نہیں بلکہ تمام عالم کے لیے اللہ کی رحمت تھا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ - (الانبیاء ۲۱: ۱۰۷)

اے محمد! ہم نے تو تم کو تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

۸۔ زہد و عبادت: وہ بتاتا ہے کہ اس کا لانے والا راتوں کو گھنٹوں اللہ کی عبادت کرتا اور خدا کی یاد میں کھڑا رہتا تھا:

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنُ اللَّيْلِ وَخَفِيفَةً وَلُحْنَةً - (المزمل ۴۳: ۲۰)

اے محمد! تمہارا رب جانتا ہے کہ تم رات کو تقریباً دو تہائی حصے تک اور کبھی نصف رات اور کبھی ایک تہائی حصے تک نماز میں کھڑے رہتے ہو۔

۹۔ صدق و ثبات: وہ بتاتا ہے کہ اس کا لانے والا ایک سچا انسان تھا، نہ کبھی اپنی زندگی میں راہِ حق سے بھٹکا، نہ فاسد خیالات سے متاثر ہوا اور نہ کبھی اُس نے ایک لفظ خواہشِ نفس کی پیروی میں حق کے خلاف زبان سے نکالا:

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ - (النجم ۵۳: ۲-۳)

لوگو! تمہارا صاحب نہ کبھی سیدھی راہ سے بھٹکا اور نہ صحیح خیالات سے بہکا اور نہ وہ خواہشِ نفس سے بولتا ہے۔

۱۰۔ اسوۂ کامل: وہ بتاتا ہے کہ اس کے لانے والے کی ذات، تمام عالم کے لیے ایک

قابلِ تقلید نمونہ تھی اور اس کی پوری زندگی کمالِ اخلاق کا صحیح معیار تھی:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ - (الاحزاب ۲۱:۳۳)

تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک اچھا نمونہ ہے۔

قرآن مجید کا نتیجہ کرنے سے صاحبِ قرآن کی بعض اور خصوصیات پر بھی روشنی پڑتی ہے لیکن اس مضمون میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ جو کوئی قرآن کا مطالعہ کرے گا وہ خود دیکھ لے گا کہ بخلاف دوسری موجود الوقت مذہبی کتابوں کے یہ کتاب اپنے لانے والے کو جس رنگ میں پیش کرتی ہے وہ کس قدر صاف، واضح اور آلودگی سے پاک ہے۔ اس میں نہ الوہیت کا کوئی شاہبہ ہے نہ تعریف و ثنائیں مبالغہ ہے نہ غیر معمولی قوتیں آپ کی طرف منسوب کی گئی ہیں نہ آپ کو خدا کے کاروبار میں شریک و سہم بنایا گیا ہے اور نہ آپ کو ایسی کمزوریوں سے متہم کیا گیا ہے جو ایک ہادی اور داعی الی الحق کی شان سے گری ہوئی ہوں۔ اگر اسلامی لٹریچر کی دوسری تمام کتابیں دنیا سے ناپید ہو جائیں اور صرف قرآن مجید ہی باقی رہ جائے تب بھی رسول اکرم کی شخصیت کے متعلق کسی غلط فہمی، کسی شک و شبہ اور کسی لغزش عقیدت کی گنجائش نہیں نکل سکتی۔ ہم اچھی طرح معلوم کر سکتے ہیں کہ اس کتاب کا لانے والا ایک کامل انسان تھا، بہترین اخلاق سے متصف تھا، انبیاء سابقین کی تصدیق کرتا تھا، کسی نئے مذہب کا بانی نہ تھا اور کسی فوق البشر حیثیت کا مدعی نہ تھا۔ اس کی دعوت، تمام عالم کے لیے تھی، اس کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے چند مقرر خدمات پر مامور کیا گیا تھا اور جب اس نے خدمات کو پوری طرح انجام دے دیا تو نبوت کا سلسلہ اس کی ذات پر ختم ہو گیا۔ (تفہیمات، حصہ دوم، ص ۳۵-۳۸)

اس رسالے میں اشتہار دینے والے اداروں یا افراد سے معاملات کی کوئی ذمہ داری ماہنامہ ترجمان القرآن انتظامیہ کی نہیں ہے۔ (ادارہ)